

مولانا عبد الرحمن طاہر سورتی — ریڈر ادارہ تحقیقات اسلامی

امام ابو عبیدہؓ کی معرکہ الارا تصنیف کتاب الاموال کا اردو ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ یہ کتاب صدر اسلام کی مالیات سے متعلق نہایت مستند مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، ادارہ تحقیقات اسلامی عنقریب یہ ترجمہ شائع کر رہا ہے۔

ابو عبد القاسم بن سلام (۱) ہرات میں تقریباً دوسری صدی ہجری کے نصف آخر کی پہلی دہائی میں پیدا ہوئے (۲)۔ آپ کے والد سلام خراسان میں آباد ہونے والے ان رومی غلاموں میں سے تھے جن کے مالک اہل ہرات میں سے تھے (۳)۔ اس لئے وہ عربی سے معمولی شُءِ بُد رکھتے تھے، لیکن اس زمانہ میں عربی زبان کی تمدن و اہمیت نیز دینی و دنیوی ضرورت اور اس کے شاندار مستقبل کو دیکھتے ہوئے انہوں نے دستور کے مطابق اپنے ذہین بیٹے کو عربی سیکھنے کے لئے مکتب کے عربی استاذ کے حوالے کر دیا۔ کہتے ہیں کہ وہ اپنے بیٹے کو اپنے آقا کے بیٹے کے ساتھ مدرسہ میں داخل کرانے لے گئے، جہاں انھوں نے استاذ سے اپنی لٹریچر سیکھنی عربی میں یہ جملہ کہا :

(۱) الفہرست لابن الندیم: ۱۰۶ میں ان کا نسب القاسم بن سلام بن مسکین بن زید دیا ہے۔ لیکن تہذیب المتہذیب: ۲۱۵ میں صرف سلام تک ہے اور سلام بن مسکین کے نام سے ابو محمد القاسم بن سلام کا ترجمہ ہے۔ جو ابو عبیدہ کے علاوہ ہے۔ اسی کی تائید بخاری کی تاریخ الکبیر ۴: ۱۷۲ سے ہوتی ہے۔

(۲) ابو عبیدہ کی پیدائش ابن الجوزی نے ۱۵۴ھ میں اور ابو بکر زبیدی نے ۱۵۲ھ میں بتائی ہے اور خطیب بغدادی نے ان کی پوری عمر ستر سٹھ برس بتائی ہے۔ دیکھئے وفیات الاعیان؛

- ۲۲۶ و ۲۲۴ : ۳

(۴) ابن قتیبہ نے اسے (المفتی محمد صالح المنجد) سے (www.sawajid.com) پر (المعارف ابن قتیبہ ۵۴۹)

علی القاسم قاضی لکھنؤ (۴) آپ قاسم کو پڑھائیے کہ وہ بڑا ہوشیار ہے۔

کے معلوم تھا کہ یہ بچہ جس کا باپ غلط عربی بول رہا تھا ایک دن نہ صرف صحیح عربی بولنے لگے گا بلکہ عربی زبان و ادب کا مستند عالم اور علوم عربیہ و دینیہ کا امام بنے گا۔

ابو عبید نے ابتدائی تعلیم ہرات ہی میں حاصل کی۔ پھر انہوں نے کوفہ، بصرہ اور بغداد کے سفر کئے جہاں عربی ادب، صرف و نحو، قرأت اور حدیث و فقہ کی تعلیم مکمل کی۔

ابو عبید نے قرآن مجید کسائی اسماعیل بن جعفر اور شجاع بن ابی نصر سے پڑھا اور حدیث کی سماعت محدثین کی ایک جماعت سے کی۔ اسماعیل بن عیاش، اسماعیل بن جعفر، شمیم بن بشیر اور شریک بن عبداللہ ان کے سب سے بڑے استاد ہیں۔ اور عبداللہ بن المبارک، ابو بکر بن عیاش، جریر بن عبد الحمید، سفیان بن عیینہ، عباد بن عباد، عباد بن العوام اور یحییٰ القطان (۵) وغیرہم بھی ان کے اساتذہ میں سے تھے۔ ان کے اساتذہ حدیث میں سب سے آخر میں وفات پانے والے ہشام بن عمار ہیں (۶)۔ ادب و لغت و نحو میں ابو عبید البزید، ابو عبیدہ، معمر بن شنی، اصمعی، یزیدی، ابن الاعرابی، ابو زیاد کلابی، اموی، ابو عمر و الشیبانی، کسائی اور فرار سے روایت کرتے ہیں (۷)۔

امام ابو عبید کے شاگردوں میں سے یہ مشہور ہوئے، عبداللہ بن عبد الرحمن الدارمی، ابو بکر بن ابی الدنیا، عباس الدوری، حارث بن ابی اسامہ، احمد بن یوسف التغلبی، علی بن عبد العزیز البغوی، محمد بن یحییٰ بن سلیمان المرزبی، احمد بن یحییٰ البلاذری، (مشہور مصنف فتوح البلدان) وغیرہم (۸)۔ نیز ثابت بن عمرو بن حبیب، علی بن رطلہ مشعری (ان کا پورا نام علی بن محمد بن مصیب ہے) (۹)۔ اور محمد بن اسحاق صفانی اور سعید بن ابی مریم

(۴) اس جلد میں استاد کے لئے اس نے نوٹ کا صیغہ "علی" استعمال کیا پھر اپنے بیٹے قاسم کے لئے نوٹ ضمیر "ہا" اور اس کی خبر "کیستہ" بھی نوٹ استعمال کی۔

(۵) یحییٰ القطان کا ذکر بخاری نے تاریخ الکبیر ۴: ۱۷۲ میں کیا ہے، نیز دیکھئے تاریخ بغداد ۱۲: ۴۰۹۔

(۶) ترجمہ ابی عبید کتاب الاموال ص ۲۴ نیز طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ج ۱: ۲۷۰۔

(۷) الفہرست لابن النديم: ۱۰۶، ۱۰۷۔ نیز ترجمہ ابو عبید کتاب الاموال: ۲۵۔

(۸) ترجمہ ابی عبید کتاب الاموال ص ۲۴ نیز طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۲۷۰: ۱۱ (۹) الفہرست: ۱۰۷۔

مصری ان کے ایسے استاد ہیں جو ان سے روایت بھی کرتے ہیں (۱۰)۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ابو عبیدہ وطن واپس آئے۔ جب خراسان میں ان کی شہرت ہوئی تو اس زمانہ کے دستور کے مطابق وہاں کی علم دوست اور بااثر شخصیتوں نے انہیں اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت پر مامور کیا۔ چنانچہ ابو عبیدہ ہارون الرشید اور مامون الرشید کے دور کے ایک بڑے سپہ سالار ہرثمہ بن اعین کی اولاد کے اتالیق مقرر ہوئے۔ وہ مرو میں مامون کے ایک بڑے سپہ سالار اور والی طاہر بن حسین کی اولاد کے اتالیق بھی رہے۔ یہاں ابو عبیدہ کی ملاقات طاہر بن الحسین سے ہوئی۔ طاہر خراسان جاتے ہوئے مرو ٹھہرے اور وہاں ایک علمی مجلس میں ابو عبیدہ سے اُن کی ملاقات ہوئی، ملاقات کے بعد طاہر نے کہا:

تمہیں اس علاقہ میں رہنے دینا بہت بُرا ظلم اور حق تلفی ہوگی۔ پھر انہیں ایک ہزار دینار پیش کرتے ہوئے کہا: میں ایک لڑائی میں خراسان جا رہا ہوں۔ آپ کی زندگی مجھے عزیز ہے اور میں آپ کو اپنے ساتھ لے جا کر خطرہ میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ آپ میری واپسی تک یہ رقم صرف میں لائیے (۱۱)۔ بعد میں اسی سپہ سالار کے بیٹے عبداللہ بن طاہر نے ابو عبیدہ کی بڑی تدردانی کی اور ان کے لئے ایک گراں قدر شاہرہ مقرر کر دیا۔ آخر میں وہ ثابت بن نصر بن مالک خزاعی سے وابستہ رہے جو ثغور (شامی سرحدی علاقہ) کے والی تھے وہاں عہدہ قضاء کے ساتھ ان کی اولاد کی تعلیم کے فرائض بھی ابو عبیدہ انجام دیتے رہے۔ ابن یونس کہتے ہیں کہ وہ یحییٰ بن معین کے ہمراہ ۲۱۳ھ میں مصر گئے تھے اور وہاں بھی تصنیف و تدریس میں مشغول رہے (۱۲)۔ ابو عبیدہ کی زندگی میں تدریس و تعلیم کا اس قدر غلبہ رہا کہ بعض ادبا نے ان کا شمار ہی معلمین کے زمرہ میں کیا ہے (۱۳)۔

امام ابو عبیدہ کی شخصیت پر کشش، پُر وقار و باارعب تھی۔ مہندی لگانے کی وجہ سے ان کے سر اور داڑھی کے بال سرخ تھے (۱۴)۔ آخری عمر میں وہ پھر بغداد میں قیام پذیر ہو گئے تھے جہاں وہ علمی مجالس منعقد کرتے تھے۔ علماء اُن سے حدیث کی روایت کرتے اور عرب الحدیث پڑھتے اور اُن کے علمی محکات سے استفادہ کرتے،

(۱۱) تاریخ بغداد - ۲۰۵: ۱۲ - ۲۰۶۔

(۱۰) تہذیب التہذیب ۳۱۵: ۸

(۱۲) دیکھئے المعارف لابن قتیبہ عنوان "المعلمین"

(۱۲) تہذیب التہذیب ۳۱۵: ۱۲

ص ۵۴۹ نیز الحافظ کی کتاب المعلمین موضح الذکر کتاب کا حوالہ مراتب النویین لابن الطیب عبدالواحد

بن علی اللغوی نیز معجم الادباء سابقہ ج ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹،

ابو عبیدہ کی علمی مجالس عمومی نوعیت کی ہوتی تھیں تاکہ عام طلبہ مستفید ہو سکیں۔ اگر کوئی اپنی برتری کی وجہ سے الگ وقت طلب کرتا تو وہ انکار کر دیتے تھے۔

ابو عمرو بن طوسی کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے کہا: ایک دن میں ابو عبیدہ سے ملاقات کرنے کے لئے جا رہا تھا۔ راستہ میں یعقوب بن سحیت مل گئے اور مجھ سے پوچھنے لگے ”کہاں جا رہے ہو؟“ میں نے جواب دیا: ”ابو عبیدہ کے پاس۔“ اس پر انہوں نے کہا: ”تم اس سے زیادہ جانتے ہو۔“ جب وہ ابو عبیدہ سے ملے تو انہیں یہ سارا قصہ سنایا۔ ابو عبیدہ نے کہا: ”یہ آدمی بُرا مان گیا۔“ میں نے کہا: ”کس بات پر؟“ ابو عبیدہ نے جواب دیا: ”کچھ دن گزریں۔ یہ میرے پاس آئے تھے اور درخواست کی تھی کہ مجھے غریب المصنف سنا دیجئے۔ میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ جس طرح سب لوگ اگر درس میں شریک ہوتے ہیں، آپ بھی انہیں میں شامل ہو جائیں اس بات پر وہ خفا ہو گئے ہیں (۱۵)“

امام ابو عبیدہ کے سینہ میں اسلام کی محبت سے بھرا ہوا دل تھا۔ وہ ایک عبادت گزار و تقویٰ شاعر عالم تھے۔ ابو عبیدہ کتاب و سنت کے سختی سے پابند تھے۔ کتاب اموال میں آپ جگہ جگہ دیکھیں گے کہ وہ ایک مسئلہ میں کتاب و سنت کے فیصلہ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کے قول کو ترجیح نہیں دیتے۔ جہاں کتاب و سنت سے کچھ نہ ملے، وہاں وہ صحابی کے قول کو تمام مابعد کے فقہاء پر ترجیح دیتے ہیں۔ ان کی نظر میں صحیح السند حدیث جزو عقیدہ بن جاتی ہے۔ خواہ اس کی تاویل کرنا مشکل ہو۔ ذیل کا واقعہ اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے:

علماء کی ایک مجلس میں ایک اہل سنت کا یہ موقف محل بحث تھا کہ وہ ان احادیث کی صداقت میں یقین نہیں رکھتا جن میں روایت الہی، کرسی اور اللہ کے دو قدموں کی جگہ اللہ کا اپنے بندوں کی ناامیدی پر ہنسنا، اور جہنم کا بھر جانا اور اسی قسم کی دیگر عبارتیں مذکور ہیں۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ تم نے اس شخص کا مرتبہ میری نظر میں کم کر دیا۔ یہ امور برحق ہیں۔ ان میں کوئی شک نہیں۔ ان احادیث کو ہم تک مستند وثقہ راویوں نے پہنچایا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ جب ہم میں سے کسی سے ان احادیث کی شرح و تفسیر کا مطالبہ کیا جائے تو ہم اس کی تفسیر نہیں کر سکیں گے اور نہ کوئی اس کی تفسیر تک پہنچ سکا ہے (۱۶)۔

امام ابو عبیدہ خلفائے راشدین کو ان کی ترتیب خلافت کے مطابق برحق سمجھتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں

جب بصرہ میں یحییٰ القطان کی خدمت میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ان کی زبان پر ابو بکرؓ و عمرؓ و علیؓ چڑھا ہوا ہے۔ میں نے ان سے عرض کی کہ میرے پاس دو اہل بدر کی گواہی موجود ہے کہ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ سے افضل ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا! وہ کون سے ہیں؟ میں نے کہا: آپ نے ہمیں شعبہ عبد الملک بن میسرۃ - نزال بن میسرۃ کی سند سے یہ بتایا کہ عبد اللہ بن مسعود نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے کہا: ہمارا امیر (عثمانؓ) نیچے ہوئے لوگوں میں سب سے بہتر ہے اور ہم یہ دعویٰ کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کر رہے۔ پھر انہوں نے کہا: اور دوسرا کون ہے؟ میں نے کہا: زہری، حمید بن عبد الرحمن، مسعود بن محرمہ کی وساطت سے کہ محرمہ نے عبد الرحمن بن عوفؓ کو یہ کہتے سنا: میں نے مہاجرین اولین - لشکروں کے کمانڈروں اور رسول اللہؐ کے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو میں نے کسی کو حضرت عثمانؓ کے مساوی نہ پایا۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کہا شروع کر دیا اور اپنا پہلا طریقہ ترک کر دیا (۱۷) ابو عبیدہ ان کی اس اصلاح سے اتنے خوش تھے کہ اپنے اس عمل کو جنت میں جانے کا ایک وسیلہ خیال کرتے تھے۔

ازہری نے اپنی تالیف التہذیب میں لکھا ہے کہ ابو عبیدہ بڑے متدین، عالم، فاضل و فقیہ اور حامی سنت تھے (۱۸)۔ ابو بکر الانباری کہتے ہیں: ابو عبیدہ رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔ ایک تہائی تصنیف و تالیف کے لئے، ایک تہائی سونے اور ایک تہائی عبادت و تہجد کے لئے (۱۹)۔ ابو عبیدہ کی طبیعت کے استغناء، دفا شماری، دینی حمیت اور بلاد اسلامیہ کی مدافعت کے سلسلے میں یہ ایک واقعہ بڑی اہمیت رکھتا ہے، اور اسے تقریباً ابو عبیدہ کے تمام سوانح نگاروں نے بیان کیا ہے۔

ابو عبیدہ جن زمانہ میں عبد اللہ بن طاہر کے ساتھ تھے، ابو دلف عملی نے جو بڑا علم دوست حاکم تھا، عبد اللہ ابن طاہر سے درخواست کی کہ وہ دو ماہ کے لئے ابو عبیدہ کو اس کے پاس مہمان بھیج دے تاکہ وہ ان سے علمی استفادہ کر سکے۔ چنانچہ عبد اللہ بن طاہر نے ان کی یہ درخواست منظور کرنی۔ جب دو ماہ قیام کے بعد ابو عبیدہ واپس ہونے لگے تو ابو دلف نے انہیں تیس ہزار درہم پیش کئے۔ لیکن ابو عبیدہ نے یہ کہتے ہوئے ان کی یہ رقم قبول نہ کی کہ ”میں ایک ایسے شخص کی معیت میں ہوں جنہوں نے میری ضروریات کی اس حد تک کفالت کر رکھی ہے کہ اس کے بعد مجھے کسی دوسرے کے صلہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔“ چنانچہ جب وہ عبد اللہ بن طاہر کے پاس واپس آئے تو

انہوں نے تیس ہزار درہم کے بجائے انہیں تیس ہزار دینار انعام میں دیئے۔ ابو عبید نے یہ انعام وصول کرتے ہوئے کہا: اے امیر! میں آپ کا یہ گرانقدر صلہ قبول کرتا ہوں، لیکن آپ نے اپنی نوازشات و عنایات سے مجھے اس قدر دے رکھا ہے کہ مزید کی حاجت نہیں ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ میں اس رقم سے ہتھیار اور گھوڑے خرید لوں۔ اور انہیں ملکی حفاظت کے لئے دے دوں تاکہ مجھے اور آپ کو ثواب جزیل ملے۔ یا قوت نے لکھا ہے کہ انہوں نے اس رقم سے ہتھیار خرید کر سرحد پر بھیج دیئے (۲۰)۔

ابو عبید کے حلم کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ عباس خیاط کہتے ہیں: میں ابو عبید کے ساتھ تھا کہ ان کا گذر اسحق موصلی کے مکان سے ہوا، وہ کہنے لگے: یہ صاحب خانہ علوم پر نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ حدیث و فقہ و شعر کا کتنا بڑا عالم ہے۔ اس پر میں نے کہا: مگر یہ تو آپ کے متعلق اس کے بالکل برعکس خیال رکھتے ہیں۔ ابو عبید نے دریافت کیا: وہ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی کتاب ”الغریب المصنف“ میں بیس سے زائد حروف میں غلطی کی ہے۔ ابو عبید نے کہا: یہ تو کچھ زیادہ نہیں۔ جس کتاب میں دس ہزار حروف ہوں اور صرف اس قدر غلطیاں ہوں تو یہ بہت معافی ہیں۔ پھر ممکن ہے کہ تبادلہ خیال کرنے پر میں اپنے دلائل پیش کر سکوں۔ اور پھر وہ اسحق کا ذکر خیر ہی کرتے رہے (۲۱)۔

ابو عبید کی غیرت دینی و علمی اس واقعہ سے عیاں ہوتی ہے: ابو عباس احمد بن یحییٰ البلاذری کہتے ہیں: خراسان سے طاہر بن عبد اللہ بن طاہر اپنے باپ کی زندگی میں جب کہ وہ نوجوان تھے، حج کے لئے نکلے، اور اسحق بن ابراہیم کے گھر میں مقیم ہوئے۔ اسحق نے تمام علماء کو ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی دعوت دی۔ علماء حدیث و فقہ و ہاں پہنچے۔ ابن الاعرابی اور ابو نصر تلخیص اصمعی بھی پہنچے لیکن ابو عبید نے وہاں حاضری دینے سے انکار کر دیا اور کہا: علم کے پاس پہنچا جاتا ہے۔ اس پر اسحق ان سے خفا ہو گیا۔ طاہر کا باپ عبد اللہ بن طاہر، ابو عبید کو مانہ دو ہزار درہم دیا کرتے تھے۔ اسحق نے یہ واقعہ عبد اللہ کو لکھ کر ان کا یہ وظیفہ بند کر دیا، اس پر عبد اللہ نے اسحق کو لکھا: ابو عبید نے بالکل بجا کہا، ان کی اس غیرت علمی سے متاثر ہو کر عہد نے ان کا وظیفہ وگن کر دیا۔ لہذا تم ان کا باقی ماندہ حساب دے دو۔ اور آئندہ جس کے وہ مستحق

ہیں وہ دیتے رہو (۲۲)۔ روایت ہے کہ بعد ازاں اسحق ان کا یہ وظیفہ انہیں برابر دیتے رہے، اور ان کی وفات کے بعد وہ وظیفہ مرتے دم تک ابو عبیدہ کی اولاد کو دیتے رہے (۲۳)۔

قرآن و حدیث پر گہری نظر اور فقہی مسائل پر عبور حاصل ہونے کی وجہ سے ثابت بن نصر بن مالک نے اپنی طرطوس کی ولایت کے زمانہ میں ابو عبیدہ کو دہاں کا قاضی مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ اٹھارہ برس تک ان کے دوران ولایت ابو عبیدہ طرطوس کے قاضی رہے (۲۴)۔ ابو عبیدہ نے "ادب القاضی" کے نام سے مستقل ایک کتاب لکھی ہے۔ عہدہ قضاء پر فائز ہونے کے دوران انھوں نے جو فیصلے کئے، وہ مختلف کتب میں منظر ملے ہیں۔ (۲۵)

ابو عبیدہ کی ہمہ پہلو جامع شخصیت | ابو عبیدہ کے حالات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات اُبھر کر سامنے آ جاتی ہے کہ انہوں نے اہتمام میں علوم عربیہ اور آخر میں علوم وینیہ پر اپنی تمام علمی مساعی صرف کر دی تھیں، معلوم ہوتا ہے کہ وہ علوم اکیہ سے فراغت کے بعد علوم عالیہ کی خدمت میں لگ گئے تھے۔ ابو عبیدہ اُس دور کی پیداوار تھے، جب ایک بڑے عالم کو مجمع العلوم سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت اسلامی حکومت کا دائرہ وسیع ہو رہا تھا اور مفتوحہ علاقہ کی اکثریت اسلامی علوم اور عربی زبان سے واقف نہ تھی۔ انہوں نے عربی زبان و ادب پر عبور حاصل کیا۔ کوئی دبیری مدارس سے استفادہ کیا۔ پھر عربی ادب و لغت تو سب دی۔ بعد ازاں قرآن مجید، حدیث و فقہ ان کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب تراجم میں ہی نہیں بلکہ علماء کی آراء میں بھی مصنفین و علماء نے ان پر اپنے نقطہ نظر سے تبصرہ کیا ہے۔ ادباً انہیں معلم و ادیب مانتے۔ اور انہیں اپنے زمرہ میں شمار کرتے ہیں۔ اور محدثین و فقہاء انہیں اپنی جماعت کا امام تسلیم کرتے ہیں۔ بایں ہمہ ہر انسان اپنی جداگانہ طبیعت اور انفرادی مذاق رکھتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ امام ابو عبیدہ اس تمام کمال و جامعیت کے باوجود جس طرف زیادہ میلان رکھتے تھے، وہ ادب اور بالخصوص فن لغت ہے۔ ہمیں ایک طرف تو حدیث و علل حدیث اور فقہ میں ان کی مہارت نظر آتی ہے، اور دوسری طرف ان کی عظیم اُشان لغوی تصانیف ان کے جلیل القدر لغوی ہونے کا ثبوت فراہم کر رہی ہیں۔

علماء حدیث ادب و لغت کے آدمیوں کو جرح و تعدیل کے کڑے پیمانہ پر جانچنے کے قائل نہیں کیونکہ

ایسی صورت میں ان میں سے اکثر کا ثقہ و صدوق ثابت ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن امام ابو عبیدہ کی شخصیت ان مستثنیات میں سے ہے جو محدث و فقیہ بھی ہیں اور ادیب و نحوی و لغوی بھی اور پھر محدثین کے پیمانہ پر ثقہ و مشہور و صدوق بھی۔ امام ابو عبیدہ کی توجہ لغت و حدیث کی طرف اس حد تک تھی کہ حدیث والوں کو یہ شکایت رہی کہ وہ یکسوئی سے لغت میں انہماک کی وجہ سے حدیث میں کوتاہ رہے اور لغت والوں کو یہ شکایت رہی کہ وہ حدیث میں انہماک کی وجہ سے لغت کی کما حقہ خدمت نہ کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان کے بارے میں محدثین اور لغویین کے مختلف تبصرے دیکھتے ہیں؛ ابراہیم حرنی کہتے ہیں: ”ابو عبیدہ حدیث کے سوا ہر فن میں طاق تھے۔ اس لئے کہ فن حدیث تو صرف احمد (بن حنبل)، اور یحییٰ (بن معین)، کا حصہ ہے۔“ (۲۶۱) ابو حاتم کہتے ہیں: میں نے ان کے پاس اہل حدیث (علماء حدیث و طلباء حدیث) نہیں دیکھے۔ لہذا ان سے کوئی روایت نہ لکھی۔ تاہم وہ صدوق ہیں (۲۶۲)

جعفر بن محمد بن علی بن المدینی کہتے ہیں کہ میرے باپ محمد بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد علی بن المدینی کے ساتھ امام احمد بن حنبل کی عیادت کو گئے۔ احمد بن حنبل کی مجلس میں اس وقت یحییٰ بن معین اور محدثین کا ایک گروہ تھا کہ ابو عبیدہ بھی وہاں آ گئے، تو یحییٰ بن معین نے کہا: ”اپنی کتاب غریب الحدیث جو تم نے مامون کے لئے تیار کی ہے، ہمیں بھی سناؤ۔“ ابو عبیدہ نے کہا: ”وہ کتاب لاؤ۔“ چنانچہ لوگ وہ کتاب لائے۔ ابو عبیدہ نے وہ کتاب لے کر اس کی سندیں پڑھنا شروع کر دیں، اور غریب الحدیث کا تفسیر سے متن چھوڑ دیا۔ اس پر علی بن المدینی نے کہا: ”ابو عبیدہ! سندیں ہمیں نہ سناؤ، اس بارے میں ہم تم سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔“ اس پر یحییٰ بن معین نے علی بن المدینی سے دوبارہ کہا: انہیں تمام و کمال مندرجات نکلنے دیجئے۔ اس لئے کہ مجلس میں آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادے محمد ہیں، اور ہم بھی ہیں۔ ہم ضرورت مند ہیں کہ اس کتاب کو تمام و کمال سنیں۔ ابو عبیدہ نے کہا: میں نے یہ کتاب صرف مامون کو سنائی ہے۔ اب اگر تم اسے پڑھنا چاہتے ہو تو پڑھ لو۔“ علی بن المدینی نے کہا: ”تم ہی ہمیں سناؤ، ورنہ ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“

امام ابو عبیدہ کا اس سے قبل علی بن المدینی سے تعارف نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے یحییٰ بن معین سے

دریافت کیا: ”یہ کون ہیں؟“ انہوں نے جواب دیا: ”علی بن المدینی“ چنانچہ وہ اُٹھ کر ان سے منسلک ہوئے، اور پھر انہوں نے اپنی کتاب ہمیں سنائی۔ اب جو اس مجلس میں موجود تھے انہیں اس کتاب کے روایت کرتے وقت ”حدیث نامہ“ کا لفظ استعمال کرتے کی اجازت ہے۔ دوسرے لوگوں کو یہ اجازت نہیں (۲۸)

ابو عبید اگرچہ امرار و عمال سے وابستہ رہے، اور وہ ان کی مالی امانت بھی قبول کرتے تھے۔ تاہم وہ اس معاملے میں علماء کا مقام پہنچاتے اور ان کے مراتب ملحوظ رکھتے تھے۔ روایت ہے کہ طاہر بن عبداللہ بن الحسین نے ابو عبید سے درخواست کی کہ وہ اس کے گھر آکر اسے کتاب غریب الحدیث پڑھا دیا کریں۔ انہوں نے حدیث رسول اللہ کی تعلیم کے پیش نظر اپنے محسن کی یہ خواہش پوری نہ کی، لیکن دوسری طرف جب علی بن المدینی اور عباس الغبری جیسے دو فضلاء نے ان سے غریب الحدیث سننے کا ارادہ ظاہر کیا تو وہ ان کے علمی مقام کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے خود اپنی کتاب اُٹھا کر ان کے پاس پہنچتے تھے (۲۹)۔

ابو عبید محدث و فقیہ کی حیثیت سے | امام ذہبی نے ابو عبید کے تذکرہ میں لکھا ہے: ”وہ وسیع العلم امام مجتہد تھے۔ ان کی تصانیف دیکھنے والا ہی علم اور حفظ حدیث میں ان کے عظیم مرتبہ کا اندازہ کر سکتا ہے۔ حدیث کے وہ حافظ و نقاد تھے۔ اس ضمن میں ان کی معلومات متوسط تھیں۔ فقہ اور فقہی اختلافات کے وہ عالم تھے۔ وہ چوٹی کے لغوی تھے۔ قراءات کے وہ امام تھے۔ ان کی تصانیف میں سے مجھے کتاب الاموال اور کتاب النسخ و المنسوخ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے“ (۳۰)۔ نقد الرجال سے تعلق اپنی شہرہ آفاق تصنیف (۳۱) میں ہی امام ذہبی ابو عبید کے متعلق تحریر کرتے ہیں: ”جہاں تک مصنف ابو عبید قاسم بن سلام کا تعلق ہے تو وہ فقہ اور مشہور ہیں۔ ابو عبید نے فقہ میں امام شافعیؒ سے استفادہ کیا۔ تاج الدین سبکی نے انہیں پہلے طبقہ کے ایسے شافعی علماء میں شمار کیا ہے، جنہوں نے امام شافعی کی مجلس میں شرکت کی تھی (۳۲) بلکہ ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے فقہ امام شافعی سے حاصل کی تھی (۳۳)۔

وہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ امام شافعی اور ابو عبید میں ”قرء“ کے مفہوم پر علمی مناظرہ ہو گیا تھا کہ آیا یہ لفظ حیض کے لئے مستعمل ہوا ہے یا طہر کے لئے؟۔ یہ مناظرہ بغداد میں ہوا تھا۔ امام شافعی نے یہ موقف

اختیار کیا تھا کہ ”قرہ“ سے مراد ”حیف“ ہے اور ابو عبید کا کہنا تھا کہ اس سے مراد ”طہر“ ہے۔ کہتے ہیں کہ طہرین کے دلائل و شواہد اس قدر قوی تھے کہ جب وہ ایک دوسرے سے الگ ہوئے تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کا ہم خیال ہو چکا تھا۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رافعی لکھتے ہیں: شاید امام شافعی پہلے یا بعد میں اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہ کے ہم خیال رہے ہوں۔ لیکن سبکی کہتے ہیں: اس مسئلہ سے متعلق مخالف کے دلائل و شواہد معلوم کرنے کے لئے امام شافعی نے وقتی طور پر یہ موقف اختیار کر لیا تھا، یا پھر ممکن ہے کہ یہ شافعی کا قدیم قول ہو کیوں کہ یہ مناظرہ بغداد میں ہوا تھا۔ (۳۴)

ابو عبید امام احمد بن حنبلؒ کے ہم عصر تھے۔ دونوں ایک دوسرے کی تعظیم و تحکیم کرتے، اور ایک دوسرے کے مقام کو پہنچاتے تھے۔ تاہم ابو عبید امام احمد بن حنبلؒ کو اپنا بزرگ سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ ابو عبید کی مجلس میں ایک مسئلہ زیر بحث تھا۔ اثرم نے اس کا جواب دیا تو حاضرین مجلس میں سے ایک نے دریافت کیا: ”یہ کس کا قول ہے؟“ اس پر اثرم نے کہا: ”ایسے شخص کا جس سے بڑا عالم مشرق و مغرب میں مجھے نہیں ملتا۔“ احمد بن حنبلؒ: ”تو ابو عبید نے کہا: ”یہ بجا کہہ رہے ہیں۔“ (۳۵)

خود ابو عبید کہتے تھے: ”علم دین چار علماء پر ختم ہو گیا۔ احمد بن حنبلؒ جو علم حدیث میں ان چاروں میں سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔ ابن ابی شیبہ جو سب سے بڑے حافظ (حدیث) ہیں۔ علی بن المدینی جو ان سب سے بڑے عالم (حدیث) ہیں۔ اور یحییٰ بن معین جو ان میں سب سے بڑے کاتب (حدیث) ہیں۔“ (۳۶)

ابو عبید کہتے ہیں: ”میں نے قاضی ابو یوسف، محمد بن الحسن، (الشیبانی)، (۳۷) کی مجالس میں شرکت کی ہے، لیکن کسی مسئلہ کے بیان کرنے یا دریافت کرنے میں امام احمد بن حنبلؒ کی جو ہیبت مجھ پر طاری ہوتی ہے وہ کسی دوسرے سے نہ ہوتی۔“ (۳۸) ابو عبید اپنا ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں: میں احمد بن حنبلؒ

(۳۴) طبقات الشافعیہ الکبریٰ ۱: ۲۷۳-۲۷۴ (۳۵) مختصر طبقات الخلفاء: ۹۰ (۳۶) مناقب

الامام احمد بن حنبلؒ: ۱۱۲- (۳۷) راوی نے یہاں ”اور غالباً یحییٰ بن سعید اور

عبد الرحمن بن مہدی کے نام بھی لئے تھے“ کا اضافہ کیا ہے۔

(۳۸) مناقب الامام احمد بن حنبلؒ: ۱۱۲ -

سے ملاقات کے لئے ان کے مکان پر گیا۔ جب اندران کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھ سے معاف کیا اور مجھے اپنی مسند صدارت پر بٹھایا۔ میں نے کہا: یا ابا عبد اللہ! (۲۹) کیا یہ قول نہیں ہے کہ صاحب خانہ مندر صدارت کا زیادہ حق دار ہوتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: بے شک وہ خود بیٹھ سکتا ہے، اور جسے چاہے بٹھا بھی سکتا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ایک علمی نکتہ حاصل ہوا۔ بعد ازاں میں نے کہا: یا ابا عبد اللہ! اگر میں آپ کا صحیح حق ادا کرتے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہونا چاہتا ہوں تو مجھے روزانہ حاضری دینا چاہیے۔ اس پر انہوں نے کہا: یہ مت کہو۔ میرے بہت سے دوست ہیں جن سے میں سال میں ایک بار ہی ملتا ہوں، لیکن مجھے ان کی دوستی پر ان لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ اعتماد ہے، جن سے میں روزانہ ملاقات کرتا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دوسری حکمت حاصل ہوئی۔ پھر جب میں اٹھنے لگا تو وہ بھی میرے ساتھ اٹھے میں نے کہا: یا ابا عبد اللہ! آپ تکلیف نہ فرمائیے۔ تو انہوں نے کہا: ”شعبی سے روایت ہے کہ ملاقاتی سے ملاقات کی تکمیل میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کے ساتھ گھر کے دروازہ تک چل کر جاؤ اور اسے سواری تک پہنچاؤ۔ میں نے اپنے دل میں کہا: اے ابو عبید! یہ مجھے تیسرا علمی فائدہ ملا۔ چنانچہ وہ اٹھ کر میرے ساتھ دروازہ تک گئے اور مجھے سواری پر بٹھایا۔ (۴۰)

دوسری طرف خود امام احمد بن حنبل کی نظر میں ابو عبید کا جو مقام تھا اس کی شہادت ان واقعات سے ملتی ہے: محمد بن ابی بشر کہتے ہیں کہ میں ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لئے امام احمد بن حنبل کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا: تم ابو عبید کے پاس چلے جاؤ۔ ان کے پاس ایسا زور بیان اور تفصیلی علم ہے جو ان کے سوا کسی دوسرے سے تم نہیں سونگے۔ چنانچہ میں ابو عبید کے پاس پہنچا اور ان سے متعلقہ مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے مجھے اس کا تسلی بخش جواب دیا۔ بعد ازاں میں نے امام احمد بن حنبل کی بات انہیں بتائی، تو ابو عبید نے کہا: ”جتنیجے! وہ شخص تو اللہ کے عمال میں سے ہیں۔ اللہ نے ان کے عمل کا جا دنیامیں پھیلا کر آخرت میں ان کے لئے اپنا قرب عنایت فرما دیا۔ دیکھتے نہیں وہ کتنے ہر لغزینہ و مقبول ہیں۔ یہ ہے وفا کا صلہ۔ میری آنکھوں نے سرزمین عراق میں کسی میں وہ خوبیاں یکجا نہیں دیکھیں، جو ان میں ہیں۔ اللہ ان کو عطا کردہ علم و فہم میں اور برکت عطا فرمائے۔ (۴۰ و ۴۱)

(۲۹) یہ امام احمد بن حنبل کی کنیت ہے۔ (۴۰) مناقب الامام احمد بن حنبل، ۱۱۲، نیز مختصر طبقات

امام احمد بن حنبل کا قول ہے: "ابو عبیدہ کا علمی افادہ ہر روز ہمارے درمیان بڑھتا چلا جا رہا ہے" (۴۱)
 تہذیب الاسماء واللغات (القسم الاول) میں حافظ ابو زکریا محی الدین بن شرف النووی نے لکھا ہے (۴۲)
 "ابو عبیدہ نے اپنی تصنیف الغریب المصنف میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے مجھ سے یہ کتاب سننے والے
 یحییٰ بن معین ہیں اور لکھنے والے امام احمد بن حنبل ہیں (۴۳)۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ ائمہ
 حدیث انہیں کس قدر قابل احترام فاضل قرار دیتے تھے۔

حدیث میں ابو عبیدہ کے مستند اور قابل اعتماد راوی ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ امام بخاری نے
 اپنی تصنیف "التاریخ الکبیر" میں ان کا ترجمہ دیا ہے (۴۴)۔ اور ابن حجر کہتے ہیں کہ صحیح بخاری میں مجھے
 ابو عبیدہ سے ایک روایت ملی ہے (۴۵)۔ امام بخاری نے اپنے رسالہ "القرآنہ خلف الامام" میں ان
 کا ذکر کیا ہے اور اپنی تصانیف "کتاب الادب" اور "کتاب افعال العباد" میں ابو عبیدہ سے روایات نقل کی
 ہیں۔ ابو داؤد نے اپنی کتاب سنن ابی داؤد میں زکوٰۃ کی فصل میں اوٹوں کی عمر کی شرح کے ضمن میں ابو عبیدہ کا
 ذکر کیا ہے (۴۶)۔ ابن حجر عسقلانی نے ابن حبان کی اشقات سے یہ عبارت نقل کی ہے: "ابو عبیدہ دنیا
 کے ائمہ میں سے ایک تھے۔ وہ صاحب حدیث وفقہ اور متدین و متقی تھے۔ علم ادب و تاریخ میں ان
 کی معلومات وسیع تھیں۔ انہوں نے قدام کے علمی کاموں کو جمع کرنے، انہیں مہذب و مرتب کرنے اور
 ان کا خلاصہ کرنے کے بعد انہیں تصنیفات کی شکل دی۔ انھوں نے مخالفین (سنت) کا سر کھٹا۔ حدیث سے
 شبہات کا سد باب کیا، اور حدیث کی تائید و نصرت کا بیڑا اٹھایا۔"

احمد بن حنبل کہتے ہیں: ابو عبیدہ استاذ ہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں: ابو عبیدہ ثقہ ہیں۔ ابو داؤد کہتے ہیں:
 ابو عبیدہ ثقہ و مامون ہیں۔ دارقطنی کہتے ہیں: امام ہیں اور سپاڑ ہیں۔ حاکم کہتے ہیں: ابو عبیدہ امام ہیں، اور
 سب کے نزدیک مقبول ہیں (۴۷)۔ ابو عبیدہ نے لغوی اعتبار سے حدیث کی جواہر خدمات انجام دیں

(۴۱) تاریخ بغداد: ۴۱۳ - (۴۲) دیکھئے عنوان ابو عبیدہ ۲: ۲۵۷ - ۲۵۸ - (۴۳) انباء الرواة میں
 یہ قصہ بجائے "الغریب المصنف" کے "غریب المحدث" کے بارے میں ہے۔ اور یہی زیادہ صحیح معلوم
 ہوتا ہے۔ (۴۴) التاريخ الکبیر ۳: ۱۷۲ - (۴۵) تہذیب التہذیب ۸: ۳۱۷ - (۴۶) تہذیب
 التہذیب ۸: ۳۱۷ - (۴۷) تہذیب التہذیب ۸: ۳۱۷ -

ان کا ہلال بن علاء الرقی نے ہم عصر علماء سے ان الفاظ میں تقابل کیا ہے: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے زمانہ کی چار شخصیتیں پیدا کر کے امت مسلمہ پر بڑا احسان فرمایا: امام شافعی جنہوں نے فقہ حدیث میں کمال پیدا کیا۔ (۷) امام احمد بن حنبل جنہوں نے دُخلِ قرآن کے امتحان میں ثابت قدم رہ کر مثال قائم کی۔ (۲) یحییٰ بن معین جنہوں نے حدیث میں جھوٹ کی آمیزش نہ ہونے دی (۴) ابو عبیدہ جنہوں نے حدیث کے غریب الفاظ کی شرح و تفسیر کر کے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچایا۔

حدیث و فقہ میں ابو عبیدہ کی لغوی مہارت نے علماء میں انہیں ایک امتیازی مقام عطا کیا تھا۔ ان کی حیثیت کو ابو قدامہ کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے: ”ابراہیم بن ابی طالب نے ابو قدامہ سے شافعی، احمد (بن حنبل)، اسحاق اور ابو عبیدہ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: شافعی ان میں سب سے زیادہ ذہین و فہیم ہیں تاہم ان کے پاس حدیث کم ہے۔ احمد ان میں سب سے زیادہ تقویٰ شعار و پاک باز ہیں۔ اسحاق ان میں سب سے زیادہ قوی الحافظ ہیں، اور ابو عبیدہ کو ان سب سے زیادہ عربی لغات پر عبور حاصل ہے۔“ (۴۸)۔

امام ابو عبیدہ کے اسی پہلو پر اسحاق بن راہویہ کے یہ الفاظ مزید روشنی ڈال رہے ہیں: ”اللہ کو حق پسند ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ابو عبیدہ مجھ سے زیادہ فقیہ و عالم ہیں۔ ہم ایک کمی محسوس کرتے ہیں جس کی تکمیل کے لئے ہم ابو عبیدہ کی طرف رجوع کرتے ہیں لیکن ابو عبیدہ کو ہماری ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔“ (۴۹) حمدان بن سہل کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے حدیث کی روایت کے سلسلہ میں ابو عبیدہ (کی ثقاہت) کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے تعجب سے کہا: تم مجھ جیسے شخص سے ابو عبیدہ کے بارے میں دریافت کر رہے ہو، حالانکہ ابو عبیدہ سے تو اور لوگوں کی ثقاہت کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے (۵۰)۔

ابو عبیدہ نے اپنی کتاب الطہارۃ میں دو ایسی احادیث بیان کی ہیں جنہیں ابو عبیدہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا، اور ابو عبیدہ سے بھی صرف محمد بن یحییٰ المروزی نے انہیں روایت کیا ہے۔ ان میں ایک حدیث تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو میں دائرہ کا خلال فرماتے تھے، اور دوسری حدیث یہ ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمان کو وضو کرتے دیکھا تو کہا: اے عبدالرحمن! اچھی طرح

ذمہ گرد۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایڑیاں خشک رکھنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ (۵۱)

ابو عبیدہ مصنف کی حیثیت سے | امام ابو عبیدہ کامیاب مدرس و آلائق ہونے کے ساتھ ہی نہایت کامیاب مقبول اور مستند مصنف تھے۔ یا قوت نے معجم الادباء، (۵۲) میں جاحظ کی کتاب المعلمین کے حوالہ سے لکھا ہے: "ان کی تصانیف سے زیادہ صحیح اور مفید ترکائیں کسی نے نہیں لکھیں۔" ابو عبیدہ نے قرآن مجید، حدیث، فقہ، ادب و لغت پر مختلف بیش قیمت تصانیف چھوڑیں جنہیں ان کے بعد آنے والے علماء نے سند قبولیت دی، اور مصنفین نے کامل اعتماد کے ساتھ ان سے استفادہ کیا۔ ان کے اقتباسات اپنی تصانیف میں درج کئے۔ ان کی بعض تصانیف کی شرح کی گئی اور بعض کا اختصار کیا گیا۔ قفطی نے لکھا ہے: "ان کی کتابیں پسند کی جاتی ہیں، ملک کے ہر علاقہ میں ان کی مانگ ہے۔ ان کے شاگرد و رواۃ ثقہ اور مشہور اور معزز و نامور ہیں (۵۳)۔"

امام ابو عبیدہ نہایت تحقیق اور محنت و جانفشانی سے کتابیں تصنیف کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان کی کتابیں امراء و علماء کے ہاتھ میں پہنچتیں تو انہیں گرانقدر صلے پیش کئے جاتے اور ان کی بہت تعریف ہوتی۔ اپنی تصنیف "غریب الحدیث" کو جس میں حدیث کے شکل کلمات و عبارات کی شرح ہے، انہوں نے تقریباً چالیس سال کی طویل مدت میں مکمل کیا۔ جب انہوں نے اپنی تصنیف مامون کے والی عبداللہ بن طاہر کو پیش کی، تو انہوں نے اسے پسند کرتے ہوئے کہا: "جی دماغ کی صلاحیتوں کا مالک ایسی نفیس کتاب تصنیف کر سکتا ہے، وہ یقیناً اس بات کا مستحق ہے کہ اسے معاشی فخر سے بالکل آزلو کر دیا جائے۔" چنانچہ عبداللہ بن طاہر نے ابو عبیدہ کے لئے مائتہ و خفیض مقرر کر دیا۔ (۵۴)۔ یہی وہ گرانقدر تصنیف ہے جس نے جلیل القدر امام احمد بن حنبل سے داد تحسین وصول کی تھی۔ احمد بن حنبل کے صاحب زاوے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبیدہ کی تصنیف "غریب الحدیث" اپنے والد کو سنائی تو انہوں نے اسے پسند فرمایا اور کہا جزاء اللہ خیراً (۵۵)۔

(۵۱) تاریخ بغداد ۱۲: ۴۱۳، ۴۱۴۔ (۵۲) معجم الادباء، ۱۶: ۲۵۴۔ (۵۳) انباء الرواة ۴: ۱۷۲۔

(۵۴) تہذیب التہذیب ۸: ۲۱۷۔ یہ وظیفہ بعض مادیوں نے دس ہزار درہم اور بعض نے پانچ سو درہم

بتایا ہے۔ دیکھئے تاریخ بغداد ۱۲: ۴۰۶۔ (۵۵) تہذیب التہذیب ۱۲: ۲۱۷۔

ایک دفعہ ابو عبید نے ان طلبہ سے جی پر اُن کی کتاب غریب المحدث پڑھنے کے لئے، تین چار ماہ کی مدت گراں گذرتی تھی، کہا تھا: ”میں نے یہ کتاب چالیس برس میں مکمل کی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ مجھے کسی عالم یا کتاب سے کوئی نکتہ ملتا تو میں اس اُفادہ کو اپنی کتاب میں اس کی صحیح جگہ درج کر دیتا، اور پھر رات بھر اس خوشی میں جاگتا رہتا۔ اور تم لوگوں کا یہ حال ہے کہ میرے پاس چار یا پانچ مہینے آکر ٹھہرتے ہو، اور شکایتیں کرنے لگتے ہو کہ بہت زیادہ قیام ہو گیا؟“ (۵۶)۔

امام ابو عبید اس دور کے مصنف ہیں جب منتشر علمی کوششوں کو جمع کیا جا رہا تھا اور تنقیدی دور کا آغاز ہو چکا تھا۔ یہ مختلف جدا گانہ موضوعات پر جامع رسائل لکھنے کا آخری دور اور جامع تصانیف کا ابتدائی دور کہلا سکتا ہے۔ امام ابو عبید کے متعلق متعدد علماء کا یہ خیال ہے کہ انھوں نے کوئی ایسی تصنیف نہیں کی جو اپنے باب میں سب سے پہلی ہو، بلکہ ان کی ہر کتاب کا مواد پچھلی کتابوں پر مبنی اور ان میں اضافہ و ترتیب پر مشتمل ہے۔ ہمارے نزدیک یہ خیال بے اصل نہیں۔ لیکن ابو عبید کی اس قسم کی کوششوں کو نہ تو ہم ان کے لئے عار سمجھتے ہیں اور نہ اس سے ان کے علمی مرتبہ میں کسی قسم کی کمی ہوتی ہے۔ ہر بعد میں آنے والا اپنے متقدمین سے استفادہ کرتا ہے اور اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنی کوششوں سے متقدمین کی مفید معلومات کو صحیح شکل میں جمع کر کے اس کا حصول متاخرین کے لئے آسان بنادے۔ نیز اس میں کوئی معنی خیز و مفید اضافہ کر دے۔ اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ابو عبید ایک کامیاب مصنف ہیں، جن سے ان کے زمانہ میں اور ان کے بعد لوگوں کو بڑا علمی فیض حاصل ہوا۔ امام ابو عبید کی تصانیف میں حدیث، فقہ اور لغت یک جا ہونے کی وجہ سے محدثین، فقہاء اور لغویین وادباء، سب ہی یکساں طور پر اُن سے شغف رکھتے ہیں۔

ابو عبید نے جی موضوعات پر قلم اُٹھایا، اور ان پر ایسی معیاری کتابیں لکھیں کہ اس کے بعد ان موضوعات پر کام کرنے والے اسے نظر انداز نہ کر سکے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ لغت کی کوئی کتاب اور علوم القرآن، انساب وغیرہ سے متعلق بیشتر تصانیف میں جا بجا ابو عبید کے حوالے اور اُن کی عبارتوں کے اقتباسات ملتے ہیں۔

جاہلۃ اپنی کتاب المعلمین میں ابو عبید کی تصانیف کے متعلق لکھتا ہے: ”ابو عبید القاسم بن سلام ان مصنفین میں سے ہیں جنہوں نے علم کے اصناف اپنی تصانیف میں جمع کر دیئے۔ وہ استاد و اُمالیق بھی رہے۔“

ان کی کتابوں سے زیادہ صحیح اور مفید ترین کتابیں لوگوں نے نہیں لکھیں۔ (۵۷)
الوجہید کی تصانیف

- ۱۔ غریب القرآن (۵۸)۔ ۲۔ معانی القرآن (۵۹)۔ ۳۔ کتاب القرارات (۶۰)۔ ۴۔ کتاب مدآی القرآن^(۶۱)
- ۵۔ فضل القرآن و معاملہ و آدابہ (۶۲)۔ ۶۔ فضائل القرآن (۶۳)۔ ۷۔ رسالۃ فی ما وہ فی القرآن الکریم من لغات القبائل (۶۴)۔ ۸۔ ماسخ القرآن و منسوخہ (۶۵)۔ ۹۔ کتاب المجاز (۶۶)۔ ۱۰۔ غریب الحديث (۶۷)۔
- ۱۱۔ کتاب الایمان و الذور (۶۸)۔ ۱۲۔ کتاب الحیض (۶۹)۔ ۱۳۔ کتاب الطہارۃ (۷۰)۔ ۱۴۔ کتاب الحجرد
- القیس (۷۱)۔ ۱۵۔ کتاب فی الایمان و معاملہ و سننہ و استحکامہ و درجۃ (۷۲)۔ ۱۶۔ کتاب الاموال (۷۳)۔
- ۱۷۔ کتاب ادب القاضی (۷۴)۔ ۱۸۔ کتاب الاحداث (۷۵)۔ ۱۹۔ کتاب النسب (۷۶)۔ ۲۰۔ کتاب البصاح (۷۷)۔
- ۲۱۔ کتاب الخطب و المواعظ (۷۸)۔ ۲۲۔ کتاب الاجناس من کلام العرب (۷۹)۔ ۲۳۔ کتاب الاشغال السائرة (۸۰)۔
- ۲۴۔ الغریب المصنف (۸۱)۔ ۲۵۔ کتاب المذکر و المونث (۸۲)۔ ۲۶۔ کتاب المقصود و الممدود (۸۳)۔
- ۲۷۔ کتاب الشعراء (۸۴)۔ ۲۸۔ خلق الانسان و نعوته (۸۵)۔ ۲۹۔ کتاب الاضداد و الفد فی اللغۃ (۸۶)۔

- (۵۷) طبقات النحویین و اللغویین : ۲۱۷، (۵۸) الفہرست لابن الندیم : ۱۰۶، (۵۹) ایضاً،
 (۶۰) ایضاً، (۶۱) ایضاً، (۶۲) بروکلمان : ۵ : ۱۶۶، شاید یہ اور اس کے بعد کی کتاب
 نمبر (۶۲) ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں۔ واللہ اعلم۔ (۶۳) الفہرست : ۱۰۷، (۶۴) معجم المطبوعات العربیہ
 ۱ : ۱۲۱، (۶۵) کشف الظنون : ۲ : ۱۹۲۱۔ الفہرست میں ۱۰۷ میں اسے کتاب النسخ و المنسوخ لکھا
 ہے۔ (۶۶) الفہرست : ۵۷، (۶۷) الفہرست : ۱۰۶، (۶۸) ایضاً : ۱۰۷، (۶۹) ایضاً : ۱۰۷
 (۷۰) ایضاً : ۱۰۷۔ اسی کو ایضاً المکنون : ۲ : ۳۱۲ کتاب الطہارت اور بعض مؤلفین نے "کتاب الطہورۃ
 لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔ (۷۱) الفہرست : ۱۰۷، (۷۲) بروکلمان : ۵ : ۱۶۶، (۷۳) الفہرست : ۱۰۷
 (۷۴) ایضاً : ۱۰۷، حدیثہ العارنیں : ۱ : ۸۲۵ پر اس کے آگے "علی مذهب الشافعی" کا اضافہ ہے۔
 (۷۵) الفہرست : ۱۰۶، (۷۶) ایضاً : ۱۰۷، (۷۷) بروکلمان : ۵ : ۱۶۶، (۷۸) ایضاً : ۱۶۷،
 (۷۹) الاعلام : ۱۰ : ۱۰۷، (۸۰) الفہرست : ۱۰۶، (۸۱) الفہرست : ۱۰۶، (۸۲) الفہرست : ۱۰۶
 (۸۳) ایضاً : ۱۰۷، (۸۴) الفہرست : ۱۰۶، (۸۵) بروکلمان : ۵ : ۱۶۷، (۸۶) ایضاً

۳۰۔ کتاب النعم والبهائم والوحش والسماء والطير والبهائم وحشرات الارض (۸۷)۔

۳۱۔ کتاب فعل وافعل (۸۸)۔

۳۲۔ فضل المقال فی شرح الامثال (۸۹)۔

۳۳۔ معانی الشعر (۹۰)۔

۳۴۔ رسالۃ فیما اشتبه اللفظ واختلف المعنی (۹۱)۔

علمی لطیف | ایک شخص نے ابو عبید سے ”رباب“ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: ”رباب“ ان بدلیوں کو کہتے ہیں جو بڑے بادلوں کے نیچے نظر آتی ہیں۔ اور اس تائید میں انہوں نے عبدالرحمن بن حسان کا یہ شعر سنایا:

كان الرباب دوين السحاب نعام تعلق بالا رجل
بادلوں سے ذرا نیچے ”رباب“ ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے وہ شتر مرغ ہوں جو ٹانگوں سے ٹکے ہوئے ہیں۔
سائل نے کہا: یہ میں نہیں جانتا، نہ میری مراد یہ رباب ہے۔ اس پر ابو عبید نے کہا: پھر رباب ایک عورت کا نام ہے جس کا ذکر اس شعر میں ہے:

ان الذي قسم الملاحه بسيننا وكسا وجوه الغانيات جمالا
وهب الملاحه للرباب وزادها في الوجه من بعد الملاحه خلا
وہ ذات جس نے ہمارے درمیان حسن و ملاحت تقسیم فرمائی، اور حسینوں کے چہروں کو جمال پہنایا
اسی ذات نے رباب کو ملاحت بخشی اور پھر اس ملاحت کے بعد اس کے چہرہ پر ایک تل کا اضافہ فرمایا۔
اس سائل نے کہا: میں اس رباب کے متعلق بھی نہیں دریافت کر رہا، تب ابو عبید نے کہا: تو شاید تم اس شاعر کے شعر کی ”رباب“ چاہتے ہو:

(۸۷) بروکلمان I ص: ۱۶۷، (۸۸) ایضاً، (۸۹) ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الغنوں ۲: ۱۹۹

لیکن بروکلمان کی تشریح کے مطابق یہ ابکری کی ابو عبید کی کتاب الامثال کی شرح ہے۔ اس کا نام ”فصل المقال فی شرح الامثال“ ہے اور یہی صحیح ہے۔ (۹۰) اس کا تذکرہ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۱: ۲۷۳ میں

رباب ربة البيت تصب الخل في الزيت
لها سبع دجاجات وديك حسن الصوت

رباب گھر کی مالک ہے وہ سرکر کو تیل میں ڈالتی ہے اس کے پاس سات مرغیاں ہیں اور ایک خوش آواز مرغ ہے۔ تب اُس سائل نے کہا: "ہاں۔ ہاں۔ بس اسی کو میں پوچھ رہا تھا۔" اس پر ابو عبید نے سائل سے دریافت کیا: "آپ کہاں سے تشریف لارہے ہیں؟" اُس نے کہا: "بصرے" انہوں نے دریافت کیا: "کس سواری سے آئے تھے خشکی کے راستہ یا دریا کے راستہ؟" جواب ملا: "پانی کے راستہ" ابو عبید نے پوچھا: "ملاح کو کتنا کرایہ ادا کیا؟" اُس نے جواب دیا: "چار درہم۔" ابو عبید نے کہا: "جلدی سے جا کر اس سے اپنا کرایہ واپس لے لو، اور اس سے کہنا: "تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ مجھ سے کرایہ وصول کرو مجب کر میرا کوئی وزن ہی کتنی پر نہ تھا لاؤ میرا کرایہ مجھے واپس کر دو۔"

ابو عبید کا آخری زمانہ، حج اور وفات | آخری زمانہ میں بغداد کے قیام اور وہاں کے علمی تصنیفی مشاغل کے دوران ابو عبید بیمار ہو گئے تو امیر طاہر ابن عبد اللہ نے ان کا علاج کرنے کے لئے ایک سرکاری طبیب بھیجا، ابو عبید نے جب اسے اپنی زخمی پنڈلیاں دکھائیں تو اُس نے مرض کی تشخیص کرتے ہوئے کہا: "یہ پت ہے جو دو جلدوں کے درمیان جمع ہو گیا ہے۔" پھر طبیب نے ان سے دریافت کیا: "آپ کی عمر کتنی ہوگی؟" ابو عبید نے دریافت کیا: "اس سوال سے کیا فائدہ ہوگا؟"۔ طبیب نے جواب دیا: "تاکہ دوا طاقت برداشت کے مطابق دے سکوں۔" چنانچہ انہوں نے اپنی عمر اڑسٹھ برس بتائی۔

بعد ازاں ابو عبید حج کرنے چلے گئے، حج سے فراغت کے بعد جب واپسی کا ارادہ کیا تو عراق جانے کے لئے ایک سواری کرایہ پر لی۔ رات کو خواب (۹۲) میں دیکھا کہ لوگ حضورؐ کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں اور داخلہ دربانوں کی اجازت سے ہو رہے ہیں۔ جب میری باری آئی اور اندر جانے لگا تو دربانوں نے مجھے روک دیا۔ میں نے احتجاج کرتے ہوئے کہا: "مجھے حضورؐ کی خدمت میں کیوں باریاب نہیں ہونے دیتے؟" انہوں نے کہا: "ہمیں کہ تم کل عراق جا رہے ہو، اس لئے نہ تم باریاب ہو سکو گے نہ آپ کو سلام کر سکو گے۔" تب میں نے

(۹۲) بعض سوانح نگاروں کا کہنا ہے کہ ان کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ اور یہ خواب بھی انہوں نے مدینہ

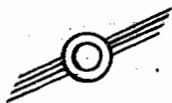
ان سے کہا: ”میں اپنا ارادہ سفر ملتوی کر دیتا ہوں۔ اس پر انہوں نے مجھ سے عہد لیا، پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت دے دی۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ بستر پر تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کو سلام اور مصافحہ کیا۔ اس کے بعد صبح اٹھ کر ابو عبیدہ نے اپنی سواری کا معاملہ منسوخ کرایا، اور مکہ ہی میں قیام پذیر ہو گئے (۹۳)۔

ایک روز جب کہ ابو عبیدہ مسجد حرام میں چٹ لیٹے ہوئے تھے، عائشہ مکہ جو وہاں کی نیک اور عارفہ خاتون تھیں، ان کے پاس آئیں اور ان سے کہا: ابو عبیدہ! تم اہل علم ہو، میری بات سنو۔ خبردار! حرم کا ادب ملحوظ رکھو۔ ورنہ اللہ علماء و صلحاء کی فہرست میں شامل نہ فرمائے گا (۹۴)۔ امام ابو عبیدہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام مکہ میں گزارے اور بالآخر محرم ۲۲۳ھ میں وہیں انتقال کیا اور دُور جعفر میں دفن ہوئے (۹۵)۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ جب ابو عبیدہ کی وفات کی خبر عبداللہ بن طاہر کے پاس پہنچی تو میں بھی ان کے پاس تھا۔ اس وقت انہوں نے مراثیہ میں یہ اشعار کہے:

یا طالب العلم قد مات ابن سلام وکان فارس علم غیر محجام
مات الذی کان فینا ربع اربعۃ لم یلق مثلہم استاذ احکام
خیر البریۃ عبد اللہ اولہم وعامر ونعم التلو یا عام!
ہما الذان انا فافوق غیرہما والقاسمان بن معن وابن سہوم (۹۶)

طالبین علم کے لئے یہ کتنی اندوہ ناک خبر ہے کہ ابو عبیدہ جو میدان علم کا دنگ شہسوار تھا، وفات پا گیا۔ وہ ان چار اساتذہ فقہ و حدیث میں سے ایک تھے جن کی نظیر نہیں ملتی۔ ان میں سے پہلے خلق خدا میں سب سے بہتر حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں، اور ان کے بعد ان کے بہترین خلف عامر بن شراحیلؓ تھے۔ دونوں بزرگ علماء ہیں چوٹی کی حیثیت رکھتے تھے، اور ان کے بعد اس بلندی پر قاسم بن معن اور قاسم بن سلامؓ (ابو عبیدہ) ہیں۔



(۹۳) معجم الادباء ۱۴: ۲۵۵-۲۵۶، (۹۴) شذرات الذهب ۲: ۵۵، نیز مرآة الجنان ۲: ۸۲-۸۳۔

(۹۵) طبقات النخوعین واللغویین ۱۹: ۲۱۹، معجم الادباء ۱۴: ۲۵۷، (۹۶) طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۱: ۲۷۲۔